18539 ۳۹۹۴
۱۰/

محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید کا ایک جنرل اسٹور تھا جو اس نے کرایہ پر لیا ہوا تھا،اس کا ڈپازٹ ایک لاکھ تیس ہزار روپے تھا اور 2013ء سے وہ دکان اس کے زیر استعمال تھی۔ نومبر 2017ء میں زید کے ساتھ مزید دو افراد (عمر، سہیل) نے مل کر اس دکان میں ٹریول ایجنسی کھولنے کا ارادہ کیا اور دسمبر 2017ء میں ٹریول ایجنسی کے لیے دکان کی تزئین وآرائش شروع کردی۔ زید نے دکان کا جو ڈپازٹ دیا تھا اسے انوسمنٹ میں شمار کرلیا گیا، دکان کا فرنیچر اور اس کی تزئین بھی انوسمنٹ کی رقم سے کی گئی، باقی دو پارٹنر (یعنی عمر، سہیل) کی طرف سے کوئی رقم شامل نہیں کی گئی۔ جنوری 2018ء میں بعض وجوہات کی بنا پر تیسرا پارٹنر یعنی سہیل کاروبار سے علاحدہ ہوگیا — سہیل نے رقم نہیں لگائی تھی اور اس وقت تک کام بھی شروع نہیں ہوا — اور سہیل کی جگہ بکر کو تیسرے پارٹنر کے طور پر شریک کرلیا گیا،اس کے لیے تینوں افراد کے درمیان شراکت داری کا معاہدہ طے پایا کہ تینوں فریق برابر برابر رقم لگائیں گے اور کمپنی میں تینوں کی حصہ داری برابر ہوگی۔ اس مدت تک زید کی طرف سے کل رقم چار لاکھ پینتالیس ہزار روپے وقتاً فوقتاً خرچ کی جاچکی تھی جس میں دکان کا ڈپازٹ، تزئین وآرائش، فرنیچر، کرایہ کی ادائگی اور اسٹیشنری وغیرہ شامل ہے۔ بکر کے شامل ہونے کے بعد وقتاً فوقتاً بکر نے نو لاکھ پندرہ ہزار روپے کمپنی کے اکاؤنٹ اور اخراجات کی مد میں لگائے جو کمپنی کی طرف سے بینک گارنٹی، سفری خدمات کی خریداری اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال ہوئے۔ اس کے بعد شرکاء کے درمیان یہ طے پایا کہ کمپنی میں دو شریک یعنی زید اور عمر زیادہ وقت دیں گے لہذا اس کی بنیاد پر ان کا نفع ونقصان چالیس چالیس فیصد ہوگا اور بکر کا نفع ونقصان صرف انوسمنٹ کی بنیاد پر بیس فیصد ہوگا۔ واضح رہے کہ تینوں شرکاء کے درمیان باہمی رضامندی سے یہ بات طے ہوچکی ہے کہ کمپنی کے تمام اثاثوں میں تینوں حصہ دار ہیں، اس کے علاوہ مارچ 2018ء سے کمپنی کے تمام اخراجات (کرایہ، یوٹیلٹی بلز اور متفرق اخراجات) کمپنی کے نفع سے ادا کیے گئے، اور تینوں شرکاء کی محنت سے اب تک جو کچھ نفع ہوا ہے وہ کمپنی کے اکاؤنٹ میں موجود ہے اور شرکاء کے درمیان نفع کی تقسیم اب تک نہیں ہوئی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اب تک جو پیسے لگے ہیں وہ دو شرکاء یعنی زید اور بکر کے ہیں، عمر نے اب تک کوئی پیسہ نہیں لگایا ہے۔ اور اس کی ملکیت میں رقم بھی نہیں ؟؟

اس کے بعد اکتوبر 2018ء میں ایک چوتھا شریک (ندیم) نے پانچ لاکھ روپے زید اور بکر کو دے کر ان سے 25٪ شیئر خرید لیے اور چوتھا شریک بن گیا، چوتھے شریک کے بعد کمپنی کا حساب مندرجہ ذیل طریقہ سے طے ہوا:-

نام	انوسمنٹ	نفع / نقصان
زید	25٪	35٪
بکر	50٪	40٪
عمر	0٪	10٪
ندیم	25٪	15٪

یہ موجودہ صورتحال ہے جبکہ یہ بھی طے ہوا ہے کہ جب عمر 25٪ اپنا حصہ بکر سے خرید لے گا تو عمر کا نفع / نقصان 35٪ ہوجائے گا اور بکر کا 15٪ ہوجائے گا۔ اب مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں سوال یہ ہے کہ:

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲۲/۲۰۳۶

(جاری ہے ...)

1) آیا کمپنی میں شراکت داری شریعت کی روشنی میں درست ہوگئی ہے؟اگر اس میں اصلاح کی ضرورت ہے تو آگاہ فرمائیں۔

2) اگر درست نہیں ہوئی تو ایسا کیا طریقہ اختیار کیا جائے کہ جس سے چاروں شریک مساوی شئیر ہولڈر بن جائیں اور نفع / نقصان زید اور عمر کا35٪35٪ ہو اور بکر اور ندیم کا15٪15٪ ہو جائے۔

3) فی الحال موجودہ صورت میں اثاثوں کا کیا حکم ہوگا؟ کیا چاروں افراد مندرجہ ذیل چیزوں میں شریک بن گئے:

(الف): دکان کا ڈپازٹ جو زید نے دیا۔

(ب): بینک گارنٹی جو بکر کے پیسوں سے دی گئی /

(ج) کاروباری اُدھار یعنی لوگوں کو جو خدمات خرید کر فروخت کی گئی ہیں اور وصولی باقی ہے اور یہ خدمات زیادہ تر بکر کی انوسمنٹ سے خریدی گئی ہیں۔

4) موجودہ صورتحال میں زکوۃ کا کیا حکم ہے؟اور کسی شریک کی ملکیت میں کیا کیا اموال شمار ہوں گے؟

سائل: محمد اسماعیل

پتہ: مکان نمبر ۲۹ کوکن سانتی بہادر آباد

فون نمبر: 03224930005

03218289530

دار الافتاء

(جوابات منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱و۲و۳)۔۔۔سوال میں ذکر کردہ صورتِ حال کے مطابق مذکورہ معاملہ شرکتِ "عنان" کا ہے، جو بنیادی طور پر شرعاً درست ہے، البتہ شرعی لحاظ سے شرکت کی صحت کے لئے ہر شریک کی طرف سے رقم لگانا ضروری ہے، اس کے بغیر شرکت متحقق نہیں ہوتی، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں عمر نے چونکہ کمپنی میں رقم نہیں لگائی ہے، اس لئے وہ کمپنی اور اس کے اثاثوں میں شریک نہیں، اور نہ ہی وہ حاصل شدہ نفع میں مذکورہ تناسب سے شریک ہے، البتہ عمر نے اب تک کمپنی کے لئے جتنا کام کیا ہے، اس کے بدلے عمر کو اجرتِ مثل (یعنی عام طور پر اس طرح کے کاموں میں جتنی اجرت دی جاتی ہے) دینا ضروری ہے، اور آئندہ کے لئے اگر وہ کمپنی میں شریک نہیں ہونا چارہا، بلکہ کمپنی کے لئے بطور ملازم ہی کام کرنا چاہتا ہے، تو اس کی حیثیت شرعاً "اجیر" کی ہے، اس لئے اجارہ کے شروع ہی سے اس کے لئے باقاعدہ اجرت متعین کرنا ضروری ہے، جو اس کو ہر حال میں ملا کرے، خواہ کمپنی میں نفع ہو یا نقصان۔

نیز سوال میں ذکر کردہ صورت کے مطابق اکتوبر ۲۰۱۸ء میں ندیم کا زید اور بکر سے مذکورہ کمپنی کا شئیر خریدنا شرعاً درست ہے، جس کی بنیاد پر ندیم اپنے طے شدہ حصہ (نفع ونقصان) کے مطابق کمپنی کے اثاثوں میں شریک ہو گیا ہے، البتہ مذکورہ تاریخ سے پہلے جتنا نفع ہوا ہے اس میں ندیم شریک نہیں، بلکہ اس میں زید اور بکر ہی اپنے اپنے حصوں کے مطابق شریک ہیں۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ عقدِ شرکت میں نفع کی تقسیم شرکاء اپنی صوابدید پر طے کرسکتے ہیں (بشرطیکہ رقم برابر برابر ملانے کی صورت میں عامل یعنی کام کرنے والے کا حصہ دیگر شرکاء سے کم نہ ہو) لیکن نقصان کی شرح کمپنی میں لگائی ہوئی رقم کے مطابق ہونا شرعاً ضروری ہے، لہٰذا سوال میں مذکورہ طے شدہ (نقصان کے برابر) تقسیم درست نہیں، بلکہ نقصان شرکاء پر اُن کی لگائی ہوئی رقم (رأس المال) کے تناسب سے ہوگا، اور معاہدہ میں بھی اسے اسی طرح درج کرنا ضروری ہے۔

رد المحتار (۱۷/ ۸۵)

(لا) يملك الشريك (الشركة) إلا بإذن شريكه جوهرة

فتح القدير (۱۳/ ٤۹۸)

(قوله وأما شركة العنان فتنعقد على الوكالة دون الكفالة ، وهو أن يشترك اثنان في نوع من التجارات بر أو طعام أو يشتركا في عموم التجارات ولا يذكران الكفالة) ؛ لأنها خاصة بالمفاوضة ، وعلى هذا فلو ذكراها وكانت باقي شروطها متوفرة انعقدت مفاوضة لما تقدم من عدم اشتراط لفظ المفاوضة في

(جاری ہے ...)

انعقادها بعد ذكر جميع مقتضياتها ، وإن لم تكن متوفرة ينبغي أن تنعقد عنانا ، ثم هل تبطل الكفالة ؟ يمكن أن يقال : تبطل لأن العنان معتبر فيها عدم الكفالة .
ويمكن أن يقال : لا تبطل لأن المعتبر فيها عدم اعتبار الكفالة لا اعتبار عدمها فتصح عنانا ، ثم كفالة كل الآخر زيادة على نفس الشركة : أي كما أنها تكون عنانا مع العموم باعتبار أن الثابت فيها عدم اعتبار العموم لا اعتبار عدم العموم إلا أن الأول قد يرجح بأن هذه الكفالة لمجهول فلا تصح إلا ضمنا ، فإذا لم تكن مما تتضمنها الشركة لم يكن ثبوتها إلا قصدا فلا تصح ، بخلاف ما لو عقد المفاوضة بغير لفظ المفاوضة بأن ذكرا كل مقتضياتها فإن منها الكفالة وتصح ، فإن هذا التفصيل بمنزلة الاسم المركب المرادف للمفرد الداخل في مفهومه الكفالة ، بخلاف العنان ليس المفرد معتبرا في مفهومه الكفالة (قوله من عن لي كذا) أي عرض .

رد المحتار (١٧/ ١١٤)

(والربح في الشركة الفاسدة بقدر المال ، ولا عبرة بشرط الفضل) فلو كل المال لأحدهما فللآخر أجر مثله

حاشية رد المحتار (٤/ ٥٠٦)

وقيد بالربح لان الوضيعة على قدر المال وإن شرطا غير ذلك كما في الملتقى وغيره.

(۴)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں مشترکہ مال اور اثاثوں پر زکوۃ واجب نہیں، بلکہ علیحدہ طور پر ہر شریک کی ملکیت میں اگر (کمپنی میں موجود نقد اور تجارتی اثاثوں ، اور بینک میں جمع کردہ رقم میں اپنے حصہ سمیت) نصابِ زکوۃ (ساڑھے باون تولہ چاندی) کی بقدر مالیت ہے، تو قمری سال گزرنے پر اس کے حصہ پر زکوۃ واجب ہوگی۔

الهداية في شرح البداية(١٤/٤)

وليس لأحد الشريكين أن يؤدي زكاة الآخر إلاباذنه لأنه ليس من جنس التجارة۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

الجوابُ صحيح
احقر محمود اشرف غفراللہ
مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۲/ربیع الثانی/۱۴۴۰ھ
۲۰/دسمبر/۲۰۱۸

الجوابُ صحيح
محمد عبداللہ عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۲/ربیع الثانی/۱۴۴۰ھ
/دسمبر/۲۰۱۸

سخاوت اللہ عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۲/ربیع الثانی/۱۴۴۰ھ
۱۹/دسمبر/۲۰۱۸

الجوابُ صحيح
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۲/ربیع الثانی/۱۴۴۰ھ
/دسمبر/۲۰۱۸

الجوابُ صحيح
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۲/ربیع الثانی/۱۴۴۰ھ
۲۵/دسمبر/۲۰۱۸

مفتی

دارالافتاء
فتوی نمبر ۲۲/۲۰۳۶
مورخہ ۱۴۴۰/۴/۱۴
۲۰۱۸/۱۲/۲۲

محمود